از قلم شیخ الحدیث مولانا محمد سرفراز خان صفدر

اُمتِ مُسلمہ کی کامیابی کا راز

ہم تعداد میں گو کثیر ہیں مگر افسوس کہ ستاروں کی طرح بکھرے ہوئے ہیں اور ہم مالی اور انفرادی زندگی بسر کر رہے ہیں۔ ہم بظاہر اگرچہ ایک دوسرے سے واقف اور قریب تر ہیں لیکن درحقیقت ایک دوسرے سے بیگانہ اور دُور ہیں۔ ہر شخص اپنی اپنی مفاد پرستیوں کے محور کے گرد گھومتا ہے اور حیاتِ ملی کا نصب العین نگاہوں سے اوجھل ہے اور یہ ایک ناقابلِ تردید حقیقت ہے کہ قوموں کی ہستی اور بقا کا مدار ان کی مرکزیت اور اجتماع پر ہوتا ہے۔ ان کی انفرادی اور جداگانہ حیثیت اور امتیازی خصوصیت اسی نقطہ ماسکہ سے وابستہ ہوتی ہے۔ اگر ان کی جماعتی اور تنظیمی زندگی اور مرکزیت میں خلل اور انتشار، تشتت و خلفشار واقع ہو جائے تو ان کی قومی اور ملی حیثیت کا شیرازہ بالکل بکھر جاتا ہے اور تند و تیز حوادث و نوازل کی بادِ صرصر اور دہریت و الحاد کا ہر جھونکا انہیں جدھر چاہے بے وزن پَر اور خفیف تنکے کی طرح اڑائے اڑائے پھرے گا اور ایسے ناگفتہ بہ حالات میں ان کو کہیں قرار و چین کا موقع میسر نہ آئے گا اور صحیح اسلامی نظام کے بغیر جس کی بنیاد کتاب و سنت پر قائم ہو ایسا عالمگیر اتفاق و اتحاد کبھی حاصل نہیں ہو سکتا۔ کیونکہ اہلِ مغرب اور مغرب نے دو طاقتوں کے اتفاق کا مرکزی نقطہ مفاد پرستی، مکر و خداع، حیلہ سازی، تصنع اور خود غرضی کے سوا اور کچھ نہیں جس سے ہر درد دل رکھنے والے غیور اور خوفِ خدا مسلمان کو ہمیشہ پرہیز کرنا لازم ہے۔

بھلا غور تو فرمائیے کہ جو مغربی طاقتیں اور غیر اسلامی حکومتیں دروغِ خانہ خود اپنے لیے مطلب پرستی کے نامبارک اور منحوس بُت سے فارغ نہیں وہ ہمارے ساتھ کیا بھلائی کریں گی؟ اور جن کی سیاست اور سفارت ہی دھوکہ بازی اور حیلہ جوئی پر مبنی ہو اور جن کے وعدے اور قول و قرار اور دوستی و محبت ہرجائی کے عشق کا نمونہ ہو اور جن کی اخلاقی اور روحانی طاقت الفاظ کی ہیرا پھیری میں مضمر ہو اور جو منہ سے نکلی ہوئی سیدھی سادی بات کی بے جا تاویلات کے دبیز پردوں میں حق کو مستور رکھنا چاہتے ہوں وہ بھلا ہمارے ساتھ الفت و محبت اور ہمدردی و دلسوزی کیا کر سکتے ہیں؟ ان کو تو بس یہی کہا جا سکتا ہے کہ ؎

تو بخویشتن چہ کردی کہ بما کنی نظیری
بخدا کہ لازم آید ز تو احتراز کردن

اس لیے مسلمانوں پر از بس لازم ہے کہ وہ کتاب و سنت کی روشن اور غیر مبدل ہدایات پر عمل پیرا ہوں اور درحقیقت مسلمانوں کی فلاح و کامرانی اور اُن کے بقا اور عزت کا اصل سبب ہی یہ ہے کہ وہ خالص اسلامی زندگی میں منظم ہو کر رہیں ورنہ انتشار و تشتت اور پراگندگی و تفرقہ سے اسلامی اور قومی زندگی بالکل پامال ہو جائے گی اور مسلمانوں کی عالمگیر اور جہانگیر جاندار اور شاندار قوم بے وزن اور بے وقعت ہو کر رہ جائے گی جیسا کہ اس دورِ فتن و شرور میں اس کا باآسانی مشاہدہ کیا جا سکتا ہے اور یہ بالکل ایک قطعی حقیقت ہے کہ ؎

فرد قائم ربطِ ملت سے ہے تنہا کچھ نہیں

پس اگر آج سے تقریباً چودہ سو سال پہلے مسلمانوں کے لیے جماعتی اور منظم زندگی شریعتِ مطہرہ کی نگاہ میں ایک ضروری اور لازمی چیز تھی تو یقین کیجیے کہ وہ آج بھی مسلمانوں کے لیے اسی طرح لازمی اور ضروری ہے اور تا قیامت لازم ہی رہے گی۔ چاہے مسلمان عرب میں سکونت پذیر ہوں یا عجم میں، امریکہ میں فروکش ہوں یا افریقہ میں، یورپ میں بستے ہوں یا ایشیا میں، چین میں بستے ہوں یا جاپان میں، مصر میں آباد ہوں یا ایران میں، پاکستان کے باشندے ہوں یا ہندوستان کے، غرضیکہ وہ

جہاں بھی رہتے ہوں اسلامی زندگی اور روحانی اقدار اور کامل اتحاد و اتفاق کے بغیر ان کی کامیابی امر محال ہے۔ اگر مسلمانوں نے اس نازک دَور میں اس صحیح منزل اور نصب العین کو پیشِ نظر نہ رکھا تو اقوامِ عالم سے متاثر ہو کر ان کے مادی اور انفرادی جذبات ان کی ناک میں نکیل ڈالے انہیں زندگی کی مختلف مگر غلط اور غیر اسلامی شاہراہوں پر اِدھر اُدھر لیے لیے پھریں گے۔ کبھی تو مادی تصورات کی ان حسین مگر مہلک وادیوں میں اور کبھی دنیائے دُوں کے ناپائیدار تخیلات کی ان نگاہ فریب اور ہلاکت آفریں مناظر میں۔ وہ مادیت اور مغربیت کے جذبات میں بہہ کر آج کچھ کر دیں گے اور کل کچھ۔ اور جس قسم کا نظریہ اور جذبہ ان کے دل میں موجزن ہوگا، اسی قسم کی آواز زبان پر آئے گی۔ نہ تو وہ رہبر کو پہچانیں گے اور نہ راہزن کو اور مطلب پرستی کے غیر سعید بخت ان کو خیر خواہ اور بد خواہ میں کوئی فرق نہ بتائیں گے ؎

چلتا ہوں تھوڑی دُور ہر اک راہرو کے ساتھ
پہچانتا نہیں ہوں ابھی راہبر کو میں

کیا امتِ مسلمہ کی یہ انتہائی نازک اور ناگفتہ بہ حالت علماء کرام، اربابِ اقتدار اور دردِ دل رکھنے والے مسلمانوں کی توجہ کے لائق نہیں ہے؟ کیا مساجد کی کس مپرسی، نماز روزہ سے لاپروائی اور بہت سے شعائرِ دین سے غفلت حتیٰ کہ بعض اصولِ دین اور ضروری عقائد سے عوام کی جہالت اصلاح کی محتاج نہیں؟ کیا خالص توحید اور صحیح سنت سے اکثر مسلمانوں کی بے نیازی اور تعلیمِ دین سے بے اعتنائی و اعراض مستحقِ تغیر و تبدل نہیں؟

کیا اب وہ وقت نہیں کہ مسلمان اپنے تمام اندرونی اور بیرونی مادی اور فرنگی اثرات سے دلوں کو آزاد کر کے اعلائے کلمۃ الحق کے لیے اٹھیں۔ غیروں کے آسرے اور سہارے پر اعتماد کرتے ہوئے نہیں بلکہ خود اپنے پاؤں پر کھڑے ہو کر اٹھیں اور اپنی قوت و طاقت کے بل بوتے پر بھی نہیں بلکہ محض اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد پر بھروسہ کرتے ہوئے اٹھیں۔ صرف قومیت اور وطنیت کا جذبہ لے کر نہیں بلکہ حزب اللہ اور جند اللہ بن کر اٹھیں اور اپنی جاہ و شوکت اور سلطنت و حکومت کے لیے نہیں بلکہ اعلائے حق اور خالص اسلام کی نشر و اشاعت کے لیے اٹھیں۔ ملک گیری اور ٹھاٹھ باٹھ کی زندگی کے لیے نہیں بلکہ رضائے حق اور شوکتِ اسلام کو اپنی آخری منزل سمجھ کر اٹھیں اور قرآن و سنت کی شمع فروزاں، حق گوئی اور اخلاقِ فاضلہ کی شمشیر ہاتھ میں لے کر ہر قسم کے فتنہ و فساد اور شر کا قلع قمع کر کے اسلام کو روشن کریں اور اللہ تعالیٰ ہی کے دینِ حق کو نافذ کر کے دم لیں

حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ
كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۔ (پ ۹ ۔ الانفال ۔ ۵)

یہاں تک کہ فتنہ یکسر ختم ہو جائے اور دین
خالص اللہ تعالیٰ ہی کا (نافذ ہو کر) رہ جائے۔

جملہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ اپنی کوشش اور سعی تبلیغِ دین اور اشاعتِ اسلام پر مرتکز کر دیں حتیٰ کہ سب گمراہ اور بھٹکی ہوئی دُنیا کا نقشہ ہی بدل جائے اور اس مادی دَور کے پیدا کردہ وہ تمام مصائب و تکالیف وہ سب الجھنیں اور غلط طریقے جن کے ناپیدا کنار بھنور میں سب دنیا اُلجھ کر رہ گئی ہے یکسر ختم ہو جائیں اور خدا تعالیٰ کی بخشی ہوئی مخلوق روشنی کے اس عظیم الشان اور بلند مینار سے فائدہ اٹھائے جس کو حبل اللہ کے پیارے الفاظ کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ تمام مسلمانوں کا یہ فریضہ ہے کہ وہ صحیح اسلامی طریقہ اور اسلامی اندازِ فکر کو روبکار لا کر اپنے لیے بہتر دینی اور روحانی ماحول اور سازگار فضا پیدا کریں۔ یہ آرزو ہر دردِ دل رکھنے والے مسلمان کے قلبِ مضطر میں موجود ہے کہ دینی اور روحانی اصلاحی اور تعمیری کاموں میں کوئی ایسا منظم اور ٹھوس مگر زود اثر اور بے لوث لائحہ عمل جلد از جلد مرتب کیا جائے جو خلوص و سچائی، نیکی و استقامت سے مذہب و ملت اور قوم و وطن کی اسلامی اور روحانی بہتری کے لیے تمام نیک عزائم کی کامیابی اور شادمانی کا ضامن ہو سکے اور زندگی کے ہر شعبہ اور پہلو میں دینی اور مذہبی (باقی ص پر)